Lesson 4: Hud (Ayaat 84- 101): Day 14

سُوْرَةُ هُوْد کی تفسیر

آج کے سبق کا خلاصہ۔ "کہ جب طرزِ زندگی دین سے جُدا ہو تو پیچھے صرف رسم رہ جاتی ہے" -

حضرت شعیبؑ کا قصہ اور بہت مختصر سا حضرت موسیٰؑ کا قصہ آج ہمارے سبق میں آئے گا۔

حضرت شعیبؑ کا قصہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ دین کا براہِ راست اثر انسان کی اکنامکس پہ پڑتا ہے۔ مالی معاملات کو دین سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ دین صرف مسجد میں رکھنے والی چیز نہیں ہے۔ اس کا اثر معیشت پر بھی پڑے گا اور معاشرت پر بھی پڑے گا۔

اسکے بعد حضرت موسیٰؑ کا قصہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سیاست کو دین سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔

حقیقت ہے کہ دین ایک طرزِ زندگی ہے۔ دین کی جو مجھے سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کی دین بہت formal ہے۔ اسکو زندگی کے جس حصّے پہ چاہیں بڑے آرام سے فِٹ ہو جاتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل میرے لیے ہی بنا تھا۔ جب دین کو ہم اپنی زندگی کے اندر لے آتے ہیں تو ہماری زندگی بہت خوبصورت ہو جاتی ہے۔

ایک چھوٹی سی مثال سمجھ کے پھر آیتوں پہ چلتے ہیں۔ آپ کے گھر کسی ایسے مہمان کی آمد ہے کہ جس سے آپ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ آپ اُس کی خدمت کے لیے نوکروں کی ڈیوٹی لگاتے ہیں۔ بہترین کھانے بناتے ہیں۔ لیکن آپ اُسے گھر کے اندر ٹھہرانے کی بجائے گیسٹ روم میں ٹھہراتے ہیں۔ تو آپ نے اُس مہمان کی عزت تو بہت کی لیکن اُسے اپنا نہیں سمجھا۔ بالکل ایسے ہی کچھ لوگ دین کے

ساتھ بھی یہی معاملہ کرتے ہیں۔ وہ دین کو گیسٹ روم تک رکھنا چاہتے ہیں۔ عزت بھی کرتے ہیں، اُسکا خیال بھی رکھتے ہیں لیکن اُسکو اپنا نہیں سمجھتے۔

اب تک ہم نے پانچ نبیوں کے قصے پڑھ لیئے۔ تین ابراہیمؑ کے پہلے کے دور کے اور دو ابراہیمؑ خود اور لوطؑ۔ دو آج ہم پڑھنے والے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ نبیوں کی قوموں میں بگاڑ کا نقطۂ آغاز شرک سے ہوا تھا۔ اور شرک ایک ایسا گناہ ہے جسے آپ بیج سے تشبیعہ دے سکتے ہیں۔ شرک کا بیج جہاں بھی گرتا ہے پھر اُس کے اندر سے جو فصل اُگتی ہے وہ نافرمانیوں کی اُگتی ہے۔

قومِ ھود کے بارے میں آپ نے پڑھا۔ اُن کا مسئلہ کیا تھا 'بڑائی'۔ بڑی بڑی عمارات بناتے تھے۔ روٹ کاز کیا تھی "شرک"۔ جب اللہ کو اُسکا حق نہ دیا تو آپ کو اپنا حق بڑا لگا۔ قومِ صالح پہ چلیئے۔ اُس قوم کا کیا مسئلہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو دنیا میں بہت دیر تک زندہ رکھنا چاہتے تھے۔ یعنی دنیا میں اُنکی محبتیں بہت بڑہی ہوئی تھیں۔ اللہ سے نِت نئے مطالبے کرنا چاہتے تھے۔ اس کے پیچھے بھی شرک تھا۔ اس کے بعد حضرت لوطؑ کی قوم کا قصہ ہم نے پیچھے پڑھا۔ اُنکا مسئلہ homosexuality تھا اور یہ ایک دم نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے بندہ مشرک ہوتا ہے۔ اللہ کو اُسکا حق دینا چھوڑ دیتا ہے، اللہ کی قدر ویسی نہیں کرتا جیسی کرنی چاہیئے۔ اسی طرح قومِ شعیب، جسکا ذکر آج ہم پڑھیں گے۔ پہلے بھی ان پہ بات ہوئی تھی کہ حضرت شعیبؑ ایک تجارت پیشہ قوم کی طرف بھیجے گئے۔ مدین نام کا شہر تھا جہاں انہیں بھیجا گیا۔ شام اور حجاز کے درمیان میں یہ علاقہ ہے۔

مدین اصل میں مدینہ ہی ہے۔ جیسے نبی کریمؐ کے نام پہ مدینۃ النبی ہے۔ اسکا نام یثرب تھا۔ نبی کریمؐ کے آنے کے بعد لوگ اسے مدینۃ النبی کہنے لگ گئے۔ اُسی کو آج ہم مدینہ کہتے ہیں۔ حضرت شعیبؑ کو اللہ

تعالیٰ نے جس قوم کی طرف بھیجا وہ کون تھی اور کہاں سے آئے تھے؟ حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹوں کا تذکرہ ہم نے پڑھا۔ اسماعیلؑ اور اسحاقؑ۔ ایک کی نسل سے بنی اسرائیل اور ایک کی نسل سے بنی اسماعیل یعنی اُمتِ محمدیہ ﷺ۔ انکی ایک تیسری بیوی بھی تھی۔ جسکا نام "قطورہ" تھا۔ یہ غیر معروف تھیں۔ انکے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جو حضرت ابراہیمؑ کا تیسرا بیٹا تھا۔ جسکا نام "مدیان" تھا۔ مِدیان کی نسبت سے مدینہ اور پھر مدینہ سے انکا شہر مدین کہلایا۔

حضرت شعیبؑ کو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی طرف تب بھیجا جب اس میں بہت ہیرا پھیریاں آ گئیں۔ اس قوم میں ناپ تول میں کمی جیسی بُرائیاں تھیں۔ چاہتے کیا تھے کہ بزنس میٹرز کو دین سے الگ رکھیں۔ کاروبار سے نماز کا کیا تعلق ہے، ہم مسجدوں میں جاتے ہیں، چندے دیتے ہیں۔ بس کافی ہے۔ اس بارے میں حضرت شعیبؑ کا بات کرنے کا بڑا خوبصورت انداز ہے۔ انہیں "خطیب الانبیا" کا لقب دیا گیا۔ نبیوں کے خطیب۔ اتنی مدلل اور خوبصورت اور دل میں اُترنے والی بات کرتے تھے کہ لوگ ان کی بات سُنتے ہوئے دنگ رہ جاتے تھے۔ انہوں نے جب اپنی قوم میں بگاڑ دیکھا تو انہوں نے اُنکو سمجھانے کی کوشش کی۔ کیسے کی،، آیئے اب آیت کو ساتھ لے کے دیکھتے ہیں۔ اور آج کے سبق کو پڑھتے ہوئے آپ نے ایک چیز اپنے سامنے رکھنی ہے۔ دولت مند اور کاروباری لوگوں کو تبلیغ کیسے کرنی ہے۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾

اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں، مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔

ہر نبی کی توحید کا بنیادی نقطہ ہمیشہ اعۡبُدُوا اللهَ ، صُعبُدُاللہَ، اِیا کَ نعبُدُ رہا۔ یہ سب اس لیے کہنا پڑا کہ قوم شرک پہ تھی۔ جب قوم اللہ کی بندی نہیں رہتی، جب بندگی نکل جاتی ہے تو پھر اُسکے بعد انسان کے ذہن سے اللہ کا تصور مٹتا ہے۔ پھر انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اللہ کے احکامات کو ماننا ہے۔ اور حقیقت میں اللہ کے مقابلے میں دوسروں کو اہمیت دینا یہی شرک ہے۔ ایک طرف نماز اور روزہ تھا اور دوسری طرف دین تھا۔ وہ کہتے کہ کاروبار کو دین سے الگ رکھو۔ وَلَا تَنۡقُصُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ۔ اس آدھے جُملے میں دو بڑی خرابیاں بتا دیں۔ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ میں شرک کی بات کر دی۔ یہ تھے شرک کے بعد کے اثرات۔ اللہ کو اُسکا حق نہ دینے سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اُسکی طرف اشارہ کر دیا کہ جب اللہ نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے تو پھر کیوں تھوڑے کی کوشش کرتے ہو۔

خَيۡرٍ سے مراد بھلائی نہیں ہے۔ عربی میں خیر کا لفظ، خاص طور پہ قرآن میں دو معنی میں آتا ہے۔ ایک خیر کا لفظ خیر کے معنوں میں۔ خیرات جمع ہے۔ لیکن خیر کا معنی "مال" کے لیے بھی آتا ہے۔ سورۃ العادیات میں خیر 'مال' کے معنوں میں آیا ہے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الۡخَيۡرِ لَشَدِيۡدٌ ﴿۸﴾ کہ بے شک انسان مال کی محبت میں شدید ہے۔ تو یہاں خیر سے مُراد دوسرا معنی ہے کہ میں تو تمہیں کھاتا پیتا دیکھتا ہوں۔

وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۸۵﴾

اور اے برادران قوم، ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو ۔

اے میری قوم، دیکھیں قوم کو اپنا کہنا نہیں چھوڑا۔ جب تک آپ کسی سے پیار، محبت نہیں کریں، لوگ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ جو گناہ گار ہیں، مشرک ہیں، جو ناپ تول میں کمیاں کر رہے ہیں۔ اُنکو کہا جا رہا ہے یٰقَوۡمِ ۔ یہاں دو لفظ ہیں الۡمِكۡيَالَ اور الۡمِيۡزَانَ۔ آپ اسکو انگلش میں زیادہ اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ جیسے لیکوئڈ (مائع) کو لیٹرز سے ناپتے ہیں اور سوکھی چیزوں کو ہم کِلو میں ناپتے ہیں۔ تو "مکیال" کیا ہے لیکوئڈز کو ناپنا اور "میزان" عام ہے جسکو ترازو میں رکھ کے تول جا سکے۔ مطلب کیا ہے کہ تم جب بھی کسی چیز کو تولتے ہو یا کوئی معاملہ لے کے آتے ہو تو اُس میں ڈنڈی نہ مارو کرو۔ اور تَبۡخَسُوا کا لفظ بَخِسَ سے ہے۔ ب، خ، س۔ معمولی سی کمی، بعض نے تَبۡخَسُوا سے مُراد لیا ہے "ذخیرہ اندوزی"۔ اسکا یہ معنی بہت خوبصورت ہے۔ ذخیرہ اندوزی نہ کیا کرو۔

بعض اوقات کاروباری حضرات اپنی چیز کو مہنگا بیچنے کے لیئے آرٹیفیشل شورٹج (چیزوں کو مارکیٹ سے غائب کر دینا تاکہ مہنگی ہو جائیں) کر دیتے ہیں، مارکیٹ میں چیز نایاب ہو جاتی ہے۔ شور مچ جاتا ہے کہ فلاں چیز نہیں ہے۔ تو پھر ایک دم اندر سے وہ چیز لاتے ہیں اور منہ مانگی قیمت پہ بیچتے ہیں۔ تَبۡخَسُوا سے مُراد یہ ہے کہ چیزیں کم نہ کیا کرو۔

تَعْثَوْ کا لفظ پیچھے بھی پڑھ چکے ہیں۔ اس کے دو روٹ ہوتے ہیں۔ ایک ع، ث، ی اور دوسرا ع، ی، ث۔ اگر پہلا ہو تو عثی سے مُراد ہوتا ہے "حکمی فساد" ایسا فساد جسکا سورس نظر نہ آئے۔ مثال کے طور پہ آپ سردیوں کے کپڑے نکالتے ہیں تو اُن میں جگہ جگہ چھید ہوتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ کوئی کیڑا کھا گیا۔ لیکن کیڑا آپکو نظر نہیں آتا۔ اسی طرح عثی اُس فساد کو کہتے ہیں جس میں فساد پھیلانے والا نظر نہ آئے۔ چُپکے چُپکے اندر سے جڑیں کاٹنا۔ ایسے بہت سارے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ بظاہر پتہ نہیں چلتا لیکن اندر سے نقصان دے جاتے ہیں۔

لیکن اسکو جب آپ ع، ی، ث سے لیں گے تو یہ "حِسّی فساد" ہے۔ آپ اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی کسی کو قتل کر دے تو فساد پھیلتا ہے۔ تو یہی بات کہہ دی کہ حِسّی فساد بھی نہ کرو اور دوسری بات بھی نہ کرو۔ مطلب کیا ہے کہ لوگوں کو نظر آنے والا اور نظر نہ آنے والا دونوں نقصان نہ دو۔ تو یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر کاروباری معاملے میں لوگوں کو یہ ثابت کرتے ہو کہ ہم تمہارے بہت مخلص ہیں، اور جو چیز ہم آپکو دکھا رہے ہیں یہ تمہارے فائدے کی ہے تو اب اُس کے اندر ڈھکے چھُپے ایسے چیزیں نہ ڈال دو کہ لوگ اُس میں اپنا فائدہ سمجھ کے استعمال کریں لیکن اُس میں اُنکا نقصان ہو۔

لفظ الْمِكْيَالَ یہ اسم آلہ ہے۔ ناپنے کے آلے کو کہتے ہیں۔ یہ سب باتیں کرنے سے کیا پتہ چلا کہ جو لوگوں میں بُرائی ہو اُسکا تذکرہ ضرور کرنا چاہیئے۔ کچھ لوگ اس چیز کا بہت بُرا مناتے ہیں کہ ہماری باتوں کو پوائنٹ آؤٹ کیوں کیا۔ اس لیے کہ آپ میں وہ بُرائی تھی۔ آپ ڈاکٹر کو یہ کہیں گے کہ ڈاکٹر ہماری بیماری کیوں پیش کرتا ہے یا ہمارے اندر کی خرابیاں کیوں بتاتا ہے؟ لٰهذا انبیوں نے اِدھر اُدھر کی تبلیغ نہیں کی کہ کچھ کا کچھ کہہ دیا یہ سوچ کے کہ لوگ بُرا نہ مانیں۔

نبی ہمیشہ بیماری دیکھ کر اُسکا علاج کرتے ہیں۔ قومِ شعیب کے تذکرے میں اللہ کے حقوق میں کمی کی بھی بات آ گئی ہے اور بندوں کے حقوق میں بھی۔ کیسے؟ صُعبُدُ اللہَ۔ اگر کوئی اللہ کی بندگی کا حق نہیں دیتا تو اللہ کا حق مارتا ہے۔ ناپ تول میں کمی کرکے بندوں کا حق مارتے ہیں۔ تو جب اللہ نے نبیوں کو بھیجا تو اُنکو حقوق اُللہ اور حقوق العباد دونوں سکھائے۔ قومِ شعیب پیسہ کمانے میں مگن قوم تھی۔ مال کی محبت میں چُور تھی۔ مال جتنا زیادہ ہو اُتنی اُس کی محبت دل سے نکلنی چاہیئے۔ مثلاً آپکو بھوک لگی ہو تو آپ زیادہ کھائیں گے لیکن جیسے جیسے کھاتے جائیں گے بھوک کم ہوتی جائے گی۔ یعنی اُن کی کھانے سے محبت کم ہوتی جائے گی۔ لیکن مال کے ساتھ بالکل اُلٹ معاملہ ہوتا ہے۔ مال جتنا بڑھتا جائے گا مال کی محبت اُتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ تو اس قوم کا یہ حال تھا کہ انکو اللہ نے مال دیا۔

یہ سیدھے طریقے سے مال کماتے تھے اور مال ان کے پاس بہت تھا۔ اسی لیے کہا کہ میں تمہیں خوشحال دیکھتا ہوں۔ لیکن لوگ چھوٹی چھوٹی ہیرا پھیریاں کرکے زیادہ مال کمانا چاہتے تھے۔ لَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ پہ ایک پوری سورت ہے۔ سورۃ مطففین۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جب لوگوں کو دیتے ہیں تو اور پیمانے رکھتے ہیں اور جب خود لیتے ہیں تو اور پیمانہ رکھتے ہیں۔ یہ مطفف کیا ہوتا ہے۔ ف، ف اس کا روٹ ہوتا ہے۔ بہت بڑی چیز میں سے تھوڑی سی چیز چُرا لینا۔ جیسے 1 کلو دال میں سے چند گرام چُرانا۔ اس سے لوگوں کو چوری کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ کیوں کہ اگر پتہ چلا تو لوگ نہیں آئیں گے۔ تو اس سے کیا پتہ چلا کہ چھوٹی چھوٹی حق تلفیوں سے بھی بچیں۔

وہ کیا بندہ ہو گا جس پہ اللہ نے پوری سورت اُتار دی۔ انتہائی تھرڈ کلاس بندہ ہو گا۔ اتنی چھوٹی چوری سے اپنے چھوٹے ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔

اسی لیے حضرت شعیبؑ کہہ رہے ہیں کہ کیوں اتنی چھوٹی چھوٹی حرکتیں کرتے ہو۔ اللہ پہ قناعت کرو۔ یہ تو بالکل ایسے ہے کہ اپنا فرج بھرا ہو اور آپ ہمسائے کی فرج سے کوئی چیز چوری کر لیں۔ آپ ایسے انسان کو کیا کہیں گے۔ محاورہ ہے نا کہ چور چوری سے جائے، ہیرا پھیری سے نہ جائے۔ انکا یہ حال تھا کہ جب کسی سے لیتے تو زیادہ لیتے اور جب دیتے تو اپنے حساب سے دیتے۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ

اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن ہو

بَقِيَّتُ لفظ بہت خوبصورت ہے۔ سیونگز (جمع شدہ مال) کے معنوں میں ہے۔ انکو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہیں تھی۔ یہ کیوں اور مال جمع کر رہے تھے، سیونگز کے نام پہ۔ آج کے دَور کا پسندیدہ ٹاپک "آپ کی سیونگز"۔ سیونگ اکاونٹس، سیونگ سرٹیفیکیٹس، آپ نے اپنے نام پہ کوئی سیونگ اسکیمز کھولی ہوئی ہیں جس سے فائدہ ہوتا ہے۔ تم اپنی طرف دیکھو۔ جو اللہ کی طرف سے بچت ہے تمہیں کافی ہے۔ اگر انصاف کے ساتھ لوگوں کے ساتھ معاملہ کرو گے، ناپ تول میں کمی پیشی نہیں کرو گے، دیانت داری سے کام کرو گے تو اس میں تمہیں زیادہ فائدہ ہوگا۔

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ۔۔۔ اور بہر حال میں تمہارے اوپر کوئی نگران کار نہیں ہوں"

یعنی میں تو صرف تمہیں سمجھا سکتا ہوں، نیکی کی تلقین کر سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ میرا تم پہ زور نہیں چلتا۔ اب اگر ان ساری چیزوں کو سامنے رکھ کے آج کے دور کے نظام کو سمجھیں تو بات واضع ہو جائے گی۔

آج کے دور کا سب سے بڑا فساد کیا ہے؟Interest۔ انٹریسٹ یا سُود کتنے پرسنٹ ہو سکتا ہے۔ دو یا تین پرسنٹ۔ اسی سے لوگ مال کو اِدھر سے اُدھر کرتے رہتے ہیں۔ کیا اتنے کم پرسنٹ پہ مال زیادہ ہو جاتا ہے؟ 97٪ کو ایک طرف کر کے صرف 3٪ کو ہی لے کے کیوں اپنے لیے رسک والا نظام بناتے ہیں۔

تو سکھایا جا رہا ہے کہ جب غیر اسلامی طریقے کمائی میں آ جاتے ہیں تو اللہ کی طرف سے برکت چلی جاتی ہے۔ بظاہر مال کی ریل پیل ہوتی ہے لیکن اندر سے مقروض ہوتے ہیں۔ ہمارے ملکوں سے جب لوگ آسودہ حال ملکوں میں آتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ جب ائیر پورٹ سے اُتریں گے تو ہمارے لیئے ڈالرز برسیں گے اور حوریں ہمیں لینے آئیں گی۔ اپنے ملکوں سے آ کے تو یہ ملک ہمیں بظاہر بہت صاف نظر آتے ہیں، انکی سڑکیں صاف سُتھری، گھر انکے بہت اچھے، گھروں میں ٹونٹیاں نہیں بہتیں۔ لیکن اندر سے بچہ بچہ مقروض، قرض میں ڈوبا ہوا، کریڈٹ کارڈز کے خرچے۔ living standard بہت ہے لیکن حال کیا ہے۔ live beyond the limit۔

یہ جملہ لکھ لیجیئے کہ اِنِّيٓ اَرٰىكُمۡ بِخَيۡرٍ۔ کہ تم تو مجھے اچھے حال میں دکھتے ہو۔ مجھے کیا پتہ یہ گھر تمہارا نہیں۔ اسکا صرف دس پرسنٹ تمہارا ہے باقی تمہارا نہیں۔ ہمارے بڑے ایک جملہ بولتے تھے "چادر دیکھ کے پاوں پھیلاؤ" اور اس کو ہم اللہ کے نبی ﷺ کی ایک حدیث سے بہت اچھے طریقے سے سمجھ سکتے ہیں اور وہ کیا ہے کہ کبھی بھی وہ شخص غریب یا محتاج نہیں ہو گا جو بیچ کی راہ چلے۔

یعنی میانہ روی سے چلنے والا شخص کبھی غریب نہیں ہوتا۔ آپ اپنے خاندان کے دس لوگ دیکھ لیں۔ کچھ وہ ہوں گے جو اوپر ٹاپ پہ تھے پھر دھم سے نیچے گر گئے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ آپ شروع سے اُنہیں ایک ہی جیسا دیکھ رہے ہیں۔ میاں کوئی سرکاری نوکری کرتے ہیں۔ پہلے تنخواہ پانچ ہزار

تھی، اب چھ ہزار ہو گئی ہو گی۔ انکی زندگی اسٹیبل ہوتی ہے۔ اُنکی زندگی میں کوئی بہت بڑا چیلنج نہیں آتا۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو بظاہر بہت امیر نظر آتے ہیں۔ جن کو ہم خاندانی رئیس کہہ سکتے ہیں۔ منہ میں سونے کا چمچ لیے ہوئے ہیں۔ یہ "سونے کا چمچ" سمجھ لیجیۓ۔ اگر تو اُس میں اللہ کی نافرمانی کا کام نہیں ہے تو یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے لیکن اگر یہ جو چیلنج آتا ہے کہ آج ڈالر اتنے کا اور آج اتنے کا تو پھر یہ تمام گڑبڑ ہے جو بتائی گئیں۔ یہ بڑی بڑی حکومتیں غریب ہیں۔

اگر کسی غریب کو سو کا نوٹ دے دیں تو شائد وہ اپنے بچوں کے لیئے چار روٹیاں ہی لے جائے گا۔ لیکن جو لوگ بڑے ملکوں میں غریب ہیں اُنکا کم پیسوں میں کچھ نہیں بنتا۔ یہ تمام باتیں پڑھتے ہوئے بالکل بھی نہیں لگتا کہ یہ ماضی کی باتیں ہیں۔ یہ آج کی باتیں ہیں۔ اللہ کے فیصلوں پہ یقین کریں۔

سورۃ ھود میں مالی معاملات پہ بہت بات ہوئی۔ پہلا سبق ہی یہ تھا وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا۔ پھر قوموں کی پکڑ سے بھی یہ بتادیا گیا کہ للہ تعالیٰ کی طرف سے جب قوموں کی پکڑ آئی تو وہ سُپر پاورز پہ آئی۔ یہ ساری قومیں دولت مند، کھاتی پیتی تھیں۔ اب چونکہ پہلے دَور میں نبی آتے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عذاب ہے، پکڑ ہے۔ آج ہم اسکو کہتے ہیں یہ Economy drawback ہے۔ اگر آج بھی کوئی نبی آتے اور لوگ نبی کو چھوڑ کے وہی کرتے جو آج کر رہے ہیں تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ اللہ کی پکڑ ہے۔ کیسے بڑی بڑی حکومتیں ڈوب جاتی ہیں۔

ہم سب کے لیے کیا سبق ہے کہ جائز منافع بڑی خوبصورت بات ہے۔ ضروریاتِ زندگی پوری کریں۔ گھر کو، گھر والوں کو، رشتہ دار اور جن کا حق ہے اُن کو دیں۔ اگر کچھ بچ جائے تو کوئی بات نہیں۔ آپ بچا سکتے ہیں۔ سکون ہو گا۔ قناعت کا درس ہے۔

سورۃ الانعام میں کیا پڑھ چکے ہیں۔مال کے مریض کو کتے کی طرح زبان لٹکانے والے کی مثال دی تھی۔اور جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہوتا ہے وہ خود اُتنا ہی کم مال کو انجوائے کرتا ہے۔بڑا گھر ہو تو گھر میں رہنا ہی نصیب نہیں ہوتا۔ آج اِدھر اور کل اُدھر۔بچے ہیں، سب کچھ ہے لیکن اسکے بر عکس وہ اپنے گھر والوں کو وقت نہیں دے پاتے۔اور کچھ لوگ جائز طریقے سے کماتے کھاتے ہیں اور خوش ہیں۔

تو نبی نے کہا میرا کام تو تمہیں سمجھانا تھا۔اور مدین اُس وقت کی تجارتی منڈی تھی۔خوب کاروبار ہوتا تھا۔اوپن مارکیٹ تھی۔خوش حال تھے لیکن جب اندر سے نیتیں بگڑیں تو اُنہوں نے لوگوں سے اُنکے حق سے زیادہ لینا چاہا تو اللہ کی طرف سے اُنکی پکڑ آگئی۔اللہ کے نبی نے فرمایا دولت مندی مال سے نہیں ہوتی بلکہ، غنیٰ ہے دل کی کیفیت۔

اب یہ تو ساری تجارت کی باتیں تھیں تو کیا نوکری میں بھی چوری ہو سکتی ہے؟ جی بالکل ہو سکتی ہے۔

وقت پورا نہ دینا، جان بوجھ کے کام کو لٹکا دینا۔پروڈکٹو کام نہ کرنا۔جب عادت پڑ جائے تو پھر انسان اُس سے بچ نہیں سکتا۔جو پیٹ میں جاتا ہے اُسکا اثر عبادات پہ پڑتا ہے۔اللہ تعالیٰ مالی معاملات میں کیوں اتنی زیادہ بات کرتے ہیں کیوں کہ یہ وہ raw material ہے جو انسان کے پیٹ میں جاتا ہے اور پھر نیکیوں اور بدیوں کی صورت میں پھوٹتا ہے۔

قومِ شعیبؑ کا بھی وہی نظریہ تھا جو آج کے کچھ مسلمانوں کا ہے کہ دین کو الگ رکھو دنیا کو الگ رکھو۔وہ چاہتے تھے کہ تجارت کو دنیا میں رکھیں اور دین میں صرف نماز ہو۔